نبوّت و خلافت

کے متعلّق

اَھلِ پیغام

اور

جَمَاعَتِ اَحْمَدِیَّہ

کا

موقف

نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ
ربوہ، پاکستان

www.alislam.org

فہرستِ مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

(حوالہ جات غیر مبایعین ۱۹۱۴ء تک)

تقریر اوّل از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرات! عہدِ سعادت عہد، سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں سب احمدی پروانوں کی طرح شمع روحانیت کے گرد گھومتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے مقام کو خوب پہچانتے تھے۔ سب کا یقین تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سیّدنا حضرت خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی میں اور آپ سے فیض پا کر آپ کے اُمّتی نبی ہیں۔ اِس لیے سب والہانہ عقیدت اور عاشقانہ ایثار سے اشاعتِ اسلام کے لیے ہر قربانی پیش کرتے تھے۔ وہ سب جو عقیدہ رکھتے تھے اس کا جناب ایڈیٹر صاحب بدر نے یوں اعلان فرمایا تھا:-

"سُنو! ہر ایک احمدی اِس عقیدہ پر قائم ہے کہ مبارک و مطہر و مقدس

وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے "۔
(اخبار بدر ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء صلا)

یاد رہے کہ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک نئی شریعت لانے والا نبی ہرگز نہیں آسکتا، بلکہ جو ایسا دعویٰ کرے وہ کافر اور کذّاب ہے۔ صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُمتی اور غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

" اب بجز محمدّی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اس بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی "۔
(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

مارچ ۱۹۱۴ء میں، خلافتِ ثانیہ کے قیام کے وقت، جن لوگوں نے بیعت سے انکار کر دیا تھا اور جو غیر مبایعین قرار پائے تھے وہ بھی مارچ ۱۹۱۴ء تک سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی غیر تشریعی نبوّت کا اقرار کرتے تھے۔ چنانچہ میں اُن کے حوالہ جات اُن کے اپنے الفاظ میں بیان کرنے پر اکتفا کروں گا۔ ان واضح تصریحات کی موجودگی میں کسی حاشیہ اور ضمیمہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔ حوالہ جات کی عبارتیں ہی کافی ہیں۔ پہلے دو حوالے اصولی ہیں جن میں "خَاتَمُ النَّبِیّٖن" کے سچے معنی اور "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کا صحیح مفہوم بتایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بیس حوالے ایسے ہیں جن میں اُن کے اکابر و اصاغر نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا ہے۔ حوالہ جات حسب ذیل ہیں:۔

ختمِ نبوت کے سچے معنے	مولوی محمد علی صاحب جو ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء سے

سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک جماعت احمدیہ (غیر مبائعین) لاہور کے امیر رہے تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوّت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوّتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دئیے ، مگر آپ کے متّبعین کامل کے لیے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاقِ کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں اُن کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہّر اور مقدّس کے عکس ہیں۔ مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپؐ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے جس سے ختمِ نبوّت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو بابت ماہ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۸۶)

لَا نَبِیَّ بَعْدِی کا صحیح مفہوم | مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے کہا :-

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں بار بار لا نبی بعدی کہہ کر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو کُفر اور دجّالیّت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماءِ یہود کی طرح ہو گئی ہے ..... آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحبِ شریعت جدیدہ ہو

یا نبوّتِ تشریعی کا مدّعی ہو اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غلام ہو جیسا کہ مُلّا علی قاری جیسے محدّث نے حدیث لَوْعَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا کی شرح میں صاف ان معنوں کو تسلیم کر لیا ہے"

(پیغام صلح ۱۶ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۱) مقدس رسول | مولوی محمد علی صاحب نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :-

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے، مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے، صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا.........

ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، وہ صادق تھا، خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی"

(تقریر مولوی محمد علی صاحب در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء صـ۶)

(۲) مدعیٔ رسالت | مولوی محمد علی صاحب نے لوگوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور چراغ الدین جموّنی کی مخالفت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ :-

"کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) جو اسلام کا حامی ہو کر مدّعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو دنیا میں ثابت کر رہا ہو اور تمام عقائدِ باطلہ کی تردید کر رہا ہو

اس پر تو فتو دں کا اس قدر جوش و خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے اور جب ایک دوسرا شخص (چراغدین جمونی۔ نا قل) عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدّعی رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، تو اس کی مخالفت کے لیے ایک سطر بھی نہ لکھی جاوے۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۶۶)

(۳) **ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں** مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا کہ:-

"ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا اور کیا وہ اسی طرح ہر گناہ سے نجات نہیں دیتا جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں نہیں پیدا کرتا جو پہلی اُمتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۴۸)

(۴) **ہندوستان کے مقدس نبی** مولوی محمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں:-

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انھیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اُس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد

"قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے۔"
(ریویو آف ریلیجنز نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۱۱)

(۵) آخیر زمانہ کا موعود مُرسل مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اس کا حصول صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جائیں جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سُنّتِ الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے ان کی زندگی میں پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا، جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حالتیں اس درجہ تک گر گئی ہیں اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے اس وقت میں خدائے تعالیٰ نے اپنا ایک مُرسل بھیجا اور وہ وہی مرسل ہے جس کا اخیر زمانہ میں آنے کا ابتداء سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جس نے وعدہ دیا تھا وہ اس بات کو جانتا تھا کہ آخری

زمانہ میں ایک مُرسَل کی ضرورت ہوگی۔ پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذہب کو زندہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مامور کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ اس کی ہستی کا یقین وہ دلوں میں پیدا کرے اور ان کو خدا کی قدرتوں کے وہ نمونے دکھا دے جو اُن سے پہلے انبیاء کے وقتوں میں لوگوں نے دیکھے کیونکہ جب تک ایسا زندہ ایمان دل میں پیدا نہ ہو، گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ یقین کے بغیر انسان گناہ سے نجات نہیں پا سکتا اور خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلّیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور تازہ نشان خدا کی قدرت کے بغیر وساطت مامور من اللہ اور نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی ایک مرسل جس کے ذریعہ سے دلوں میں نورِ ایمان پیدا ہوتا ہے بانیٔ سلسلۂ احمدیہ ہے۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو۔ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

(۶) سُنَّۃُ اللہ کے مطابق ایک نبی! | مولوی محمد علی صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان

قادیان پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان سے سہ ماہی نکلنا شروع ہُوا ہے جس کا پہلا نمبر یکم مارچ کو شائع کیا گیا۔ اس سلسلہ کے نوجوانوں کی ہمت کا نمونہ ہے۔ خدائے تعالیٰ اس میں برکت دے۔ چندہ سالانہ بارہ آنے ہے۔ اس

رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس علیہ السلام کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن اُن کی قلم سے لکھا ہُوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر مَیں اس مضمون کو مخالفینِ سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے خلاصۂ مضمون یہ ہے کہ جب دنیا میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کی راہ کو چھوڑ کر معاصی میں بکثرت مبتلا ہو جاتے ہیں اور مُردار دُنیا پر گِدوں کی طرح گر جاتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں تو اُس وقت میں ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کی یہ سنّت رہی ہے کہ وہ انہی لوگوں میں سے ایک نبی کو مامور کرتا ہے کہ وہ دنیا میں سچّی تعلیم پھیلائے اور لوگوں کو خدا کی حقیقی راہ دکھائے۔ پر لوگ جو معاصی میں بالکل اندھے ..... ہوئے ہوتے ہیں وہ دنیا کے نشہ میں مخمور ہونے کی وجہ سے یا تو نبی کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور یا اُسے دُکھ دیتے ہیں اور اس کے ساتھیوں کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور اُس سلسلہ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر چونکہ وہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے انسانی کوششوں سے ہلاک نہیں ہوتا بلکہ وہ نبی اِس حالت میں اپنے مخالفین کو پیش از وقت اطلاع دے دیتا ہے کہ آخرکار وہی مغلوب ہوں گے اور بعض کو ہلاک کر کے خدا دوسروں کو راہِ راست پر لے آویگا سو ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو ہمیشہ سے

چلی آئی ہے۔ ایسا ہی اس وقت میں ہوا۔"

(ریویو آف ریلیجنز اُردو، مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

(۷) جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں:۔

سمجھ لو اے عزیزو! ہاں سمجھ لو
نہ تعلیمِ مسیحا کو بھلائیں
نبی، مُلہَم، مُجدِّد وہ ہیں سب کچھ
زباں سے ہم بھی یونہی کہتے جائیں

(اخبار پیغامِ صلح ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

(۸) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب آف لاہور کہتے ہیں کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی غُلِبَتِ الرُّوْمُ ناقل) آج پوری ہوتی ہے۔ دنیا پر ثابت کرتی ہے کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے جو اس کا لانے والا تھا، وہ اللہ کا سچا مرسل ہے اللہ نے اپنی حجت تمام کر دی۔"

(ضمیمہ پیغامِ صلح ۲۷ جولائی ۱۹۱۳ء)

(۹) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی اُمتی بھی ہوں گے کیونکہ اس طرح بسبب اُمتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختمِ نبوت کے منافی نہ ہو گی۔"

(پیغامِ صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

(۱۰) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر لکھتے ہیں :-

" یہ اس (اللہ) کا فضل ہے کہ ہم موٹی سمجھ کے انسانوں کے لیے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء، اولیاء، صلحاء کے وجود کو پیدا کیا۔"

(ضمیمہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

(۱۱) جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی لکھتے ہیں :-

"حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے مسیح موعودؑ بنی اسحٰق سے ہوا۔ تا وہ پیشگوئی کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کی بھی دونوں ولد سے پوری ہو اور اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں جن کی اُمّت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ کی مصداق ہو اور بنی اسحٰق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو۔ جو ہو تو احمد کا غلام اور معہذا وہ نبی بھی ہو تاکہ وعدہ مندرجہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ کا بھی اُس سے پورا ہو جائے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء صـ۲)

(۱۲) پھر جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی تحریر کرتے ہیں کہ :-

"حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوتِ طفیلی حاصل ہے، جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور رسول کے مطیعوں کے لیے فرمایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ : وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ

وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ بموجب اس وعدہ صادقہ کے جو اس آیت کے مصداق ہیں، جیسا کہ صدیق و شہید و صالحین ہو سکتے ہیں تو وہ نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے مسیح موعود کے لیے احادیث صحیحہ میں لفظ نبی اللہ کا متعدد جگہ پر آیا ہے۔"

(حاشیہ صفحہ ۳۲ رسالہ "التبیان فی استہلال الصبیان"

مطبوعہ جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۳) جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے بحیثیت سیکرٹری بہشتی مقبرہ تحریر فرمایا کہ:-

"حضور مسیح موعود اور مہدی معہود جو مصداق یُحَدِّثُھُمْ بِدَرَجَاتِھِمْ فِی الْجَنَّۃِ کے تھے اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یُرِیَ اللّٰہُ مَقْعَدَہٗ فِی الْجَنَّۃِ یعنی کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہے۔ لہذا اور دو نیم سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے حالتِ کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا۔ لہذا اگرچہ وفات آپ کی لاہور میں ہوئی لیکن بحکم حدیث مَوْتُ غُرْبَۃٍ شَھَادَۃٌ کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ فقط محررہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء"

(رجسٹر دفتر مقبرہ بہشتی)

(۱۴) عدالت میں مولوی محمد علی صاحب کی حلفیہ شہادت

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی محمد علی صاحب نے

۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو بطور گواہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے استفسار پر کہا کہ :-

"مکذّب مدّعیٔ نبوت کذّاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچّا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچّے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

(ب) مورخہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی کرم الدین مستغیث کی طرف سے جرح پر مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ :-

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدّعی کا مکذّب قرآن شریف کی رُو سے کذّاب ہے۔" (ورق مسل صفحہ ۳۶۲)

(۱۵) خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریر

"بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لیے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کرکے کہا کہ تمھارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا۔ تم خواہ مانو یا نہ مانو۔"

(الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳)

(۱۶) مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی مولوی کرم دین آف بھیں ضلع جہلم میں بطورِ وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی محمد علی صاحب نے بعدالت گورداسپور بدستخط حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام لکھ کر دیا:۔

"There is another view of the matter according to Mohamedan theology. One who belies a person claiming to be a prophet is a *kazzab* and this has been admitted by prosecution evidence Now the complainant knew perfectly well that the first accused claimed that position and notwithstanding that he belied the accused Consequently in religious terminology the complainant was a *kazzab*."

ترجمہ:۔ اصولِ اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعیٔ نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے' کذّاب ہے۔ یہ بات شہادتِ استغاثہ میں تسلیم کی گئی ہے۔ اب مستغیث نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم ۱ (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اس حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعوے کیا ہے اور باوجود اس کے مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے۔ پس مذہب اسلام کی اصلاح کی رُو سے بھی مستغیث کذّاب ہے۔

(مسل گورداسپور صفحہ ۱۹۴)

(۱۷) **خدا کا رسول** "پیغام صلح" ۸؍ دسمبر ۱۹۱۳ء نے لکھا:۔
" یہ عذاب بتاتے ہیں کہ مَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ
رَسُوْلًا کے مطابق کوئی خدا کا رسول اور نائب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نازل ہو تاکہ ایک قوم تیار کرے جس کے
اعمال مومنانہ ہوں اور وہ کامیاب کیے جاویں۔ لیکن وہ جو نہ مانے
اُن کو زورآور حملوں سے جگایا جاوے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی
کیا۔"

(۱۸) **انکارِ رسول کے باعث عذاب آرہے ہیں** اخبار
"پیغام صلح" لکھتا ہے:۔
"کیا ہی اچھا ہو کہ اگر مسلمان ایسے عذابوں کی اصل وجہ مَاکُنَّا
مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ٥ کو سمجھ کر اس رسول کو
تلاش کر کے اس کی پیروی اختیار کریں جس کے انکار کے باعث
آئے دن یہ عذاب وارد ہو رہے ہیں۔"
(پیغام صلح ۲۵؍ جنوری ۱۹۱۴ء)

(۱۹) **مشترکہ اعلان** "ہمارا ایمان ہے ہم حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمین الاوّلین میں سے ہیں۔ ہمارے
ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان
ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لیے دنیا
میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات
ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر

ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے" (اخبار پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

(۲۰) سب اہلِ پیغام کا حلفیہ مشترکہ اعلان

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا مُوجبِ سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ"

(اخبار پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

اب بالآخر میں ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں، جس سے جماعتِ احمدیہ کے متفقہ عقیدہ کا ثبوت قطعی طور پر مل جاتا ہے:۔

(۲۱) جماعتِ احمدیہ کا متفقہ عقیدہ

شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے لکھا ہے کہ :-

"مَیں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ مَیں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں، جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ نفسِ نبوّت میں مَیں نہ اس وقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اُس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں مَیں نے استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں مَیں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علیٰ سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں، یعنی شریعتِ جدید کے بغیر نبی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضور کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور کا کامل بروز ہو کر مقامِ نبوت کو حاصل کرنے والا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔"

(عبد الرحمان۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۲۴ / اگست ۱۹۳۵ء)

(شیخ صاحب کی یہ دستخطی تحریر شہادات میں موجود ہے جسے ہم الفضل اور الفرقان میں بار بار شائع کر چکے ہیں۔ ابو العطاء)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لاہوری فریق کا وہی عقیدہ ہے جو جماعت احمدیہ کا ہے، کیونکہ انھوں نے ان بیانات کی کبھی تردید نہیں کی۔ جماعت احمدیہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آپ کے ظِلّ اور خادم کے طور پر اُمّتی غیر تشریعی نبی ہی مانتی ہے۔

وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَھِیْدٌ

دربارۂ خلافتِ احمدیہ وبیعتِ خلافت

- ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
- ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
- بیانات غیر مبایعین تا قیام خلافتِ ثانیہ

(تقریر دوم از محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل)



غیر مبایعین حضرات کا یہ موقف ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت یعنی کسی فردِ واحد کی خلافت نہیں ہوگی بلکہ حضور نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دے کر فردِ واحد کی خلافت کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ اس کے برعکس جماعتِ مبایعین اس موقف پر قائم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اُسی طریق پر شخصی خلافت سلسلہ احمدیہ میں جاری ہے جس طرح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد شخصی خلافت کا اجراء ہُوا۔

ان ہر دو موقفوں میں سے کونسا موقف درست ہے اور کون سی جماعت صحیح راستہ پر گامزن ہے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی طرف رجوع کریں۔ پھر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے راہ نمائی حاصل کریں، کیونکہ جماعتِ غیر مبایعین نے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفۂ اوّل قبول کیا اور آپ کے فرمودہ کو فرمودۂ مسیح موعودؑ قرار دیا۔

پھر تا قیام خلافتِ ثانیہ غیر مبایعین کے اپنے بیانات سے بھی جب تک کہ اختلاف کی صورت قائم نہ ہوئی تھی اور خلافتِ ثانیہ کا قیام نہ ہو گیا صحیح موقف کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو قسم کے ارشادات پیش کرے گا۔ ایک عمومی جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمتِ محمدیہ میں خلافت کے دائمی طور پر جاری رہنے کا ذکر ہے اور دوسرے خصوصی ارشادات جن سے خالصتہً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہو گا۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۴۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لیے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"

۲۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر آپ نے لکھا:۔

"اِن آیات (آیتہ اِستخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تأمّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات

کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کے لیے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔"

"اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لیے اس کا دَور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس اُمّت پر ہمیشہ ابوابِ سعادت مفتوح رکھے۔"

اِن ارشادات سے اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت صرف صحابہ تک ہی محدود تھی اور آئندہ کے لیے خلافت کو بند سمجھتے ہیں۔ آپ نے ان ارشادات سے واضح کر دیا ہے کہ آیتِ اِستخلاف میں دائمی خلافت کا صاف وعدہ ہے۔

۳۔ خلافت کی علّتِ غائی بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ آیتِ اِستخلاف کی عمومیت کو تسلیم کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اسی کتاب شہادۃ القرآن میں تحریر فرمایا ہے :۔

"چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس ۳۰ برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا

کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔"

اِن عمومی اِرشادات کے بعد جو خلافت کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی واضح دلیل ہیں اب خصوصی ارشادات پیش کیے جاتے ہیں، جن سے ایک اور ایک دو کی طرح یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہ خلافت شخصی خلافت ہو گی۔ اور خلافتِ راشدہ کے طریق اور طرز پر ہو گی۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو درج فرمایا اور لکھا ہے کہ

"ثُمَّ یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِیْفَۃٌ مِّنْ خُلَفَآئِہٖ اِلٰی اَرْضِ دِمَشْقَ۔"

کہ خود مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ارضِ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔

حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب میں یہ تحریر فرما کر دو نہایت ہی واضح گواہیاں خلافت کے مسئلہ پر پیش فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح موعود کے جانشین اور خلیفے ہوں گے اور اُن میں سے کوئی خلیفہ دمشق کا سفر بھی کرے گا۔ دوسری گواہی آپ کی اپنی ہے کہ گویا آپ نے اس حدیث کو قبول فرمایا اور اس طرح آپ نے اپنے بعد جو کچھ ہونے والا تھا اس کا اظہار اس حدیث کے درج کرنے سے فرما دیا اور اپنی وفات سے پندرہ سال پہلے یہ گواہی دے دی کہ میرے بعد متعدد

خلیفے ہوں گے اور ان میں سے کوئی ایک خلیفہ دمشق کا سفر بھی کرے گا۔
۲- اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضور نے رسالہ "اَلْوَصِیَّة" تحریر فرمایا اور اس میں یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو "ایسے وقت میں وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہ رضؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا"

یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے"........

اور پھر فرمایا:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی" (الوصیّتہ صفحہ ۶-۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے کئی نتائج نکلتے ہیں:۔

پہلا نتیجہ: یہ ہے کہ قدرتِ ثانیہ خلفاء ہی کا نام ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا"

قدرتِ ثانیہ کے سمجھانے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مثال دے کر حضور نے اس بات کو واضح فرما دیا کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔

دوسرا نتیجہ: اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف سے مراد صرف ماموریت والی خلافت ہی مراد نہیں

لیتے بلکہ اس کو عمومیت کا رنگ دیتے ہیں اور اُس خلافت کو بھی آیت استخلاف کا مصداق ہی سمجھتے ہیں جس کے مستحق حضرت ابو بکر صدیق رضؓ ہوئے ہیں پس خلفاء کا وہ سلسلہ بھی آیت استخلاف کا مصداق قرار پاتا ہے جس کی ابتداء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وجود سے ہوئی۔

تیسرا نتیجہ : اِس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ انبیاء کے بعد سخت ابتلاؤں کا آنا مقدر ہوتا ہے اور ان ابتلاؤں کا خلفاء کے ذریعہ سے زائل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی سُنّتِ قدیمہ ہے۔ ہر ایک نبی کی امت سے یہ معاملہ پیش آیا۔ اور یہ سنّتِ قدیمہ سلسلہ احمدیہ میں بھی ضرور پوری ہوگی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "سو اب ممکن نہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے"۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی جماعت کو سخت ابتلاء پیش آوے گا اور خوف کی حالت پیدا ہوگی۔ لیکن سنّتِ قدیمہ کے مطابق آپ کے خلفاء کے ذریعہ اس خوف کو امن سے بدل دیا جائے گا اور ابتلاؤں کو زائل کیا جائے گا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت پر سخت ابتلاء آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے ہاتھ سے اُن کو دُور کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی قدیم سُنّت پُوری ہوئی۔

چوتھا نتیجہ : اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ قدرتِ ثانیہ کے سلسلہ یعنی خلافت کے سلسلہ کو دوام بخشا جائے گا اور تا قیامت خلفاء سلسلۂ احمدیہ میں آتے رہیں گے۔ جماعت کا نظام دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا اور اسے ایسا استحکام حاصل ہو جائیگا کہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور نے فرمایا:۔

"کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

پانچواں نتیجہ: اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ دوسری قدرت کا ظہور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہوگا، یعنی آپ کے جانے کے بعد دوسری قدرت آئے گی، جیسا کہ آپ نے فرمایا: "اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔"

انجمن تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہو چکی تھی، لیکن یہاں پر قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ نہیں آسکتی جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ اور اُوپر میں بیان کر آیا ہوں کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد خلافت ہے اب اصل کی موجودگی میں خلافت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے حضور نے فرمایا کہ جب تک میں نہ جاؤں دُوسری قدرت نہیں آسکتی، یعنی میرے جانے کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہُوا۔ آپ کے جانے کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وجود میں ہُوا۔

یہ سب نتائج جو رسالہ الوصیّت کی عبارت سے نکلتے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور شخصی خلافت کی صورت میں ہوگا۔

(۳) سبز اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"دوسرا طریق اِنزالِ رحمت کا ارسالِ مُرسلین و نبیّین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں۔"

یہ ارشاد بھی بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور بعض خلفاء حضورؑ کی اولاد میں سے بھی ہوں گے۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل لاہور میں ایک تقریر فرمائی تھی، جس میں خلافت کے متعلق ایک واضح ارشاد ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پا جاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا، کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔"

پھر فرمایا:

"ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے:
اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء)

اس ارشاد سے بھی واضح ہے کہ حضور کے بعد خلفاء ہوں گے۔

۵۔ پھر آپؑ نے اپنے رسالہ "پیغام صلح" میں تحریر فرمایا:۔

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں درا صل وہ سب

پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو اُن کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔"

ظاہر ہے کہ واجب الاطاعت لیڈر دینی جماعت کے لیے نبی کے بعد خلیفہ ہی ہوتا ہے اس کے بغیر وحدتِ نظام قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ سلسلۂ خلافت جماعت احمدیہ میں جاری رہے تاکہ یہ جماعت بھی "پراگندہ طبع" اور "پراگندہ خیال" نہ بن جائے۔

۶۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے رسالہ پیغام صلح میں ہندوؤں سے معاہدہ کرنے اور اُن کے نقضِ عہد کی صورت میں فرمایا کہ "وہ لوگ ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیش رو کی خدمت میں پیش کریں گے۔" (پیغام صلح)

اس سے بھی ثابت ہے کہ احمدی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ہر زمانہ میں ایک پیش رَو اور واجب الاطاعت اِمام کا ہونا ضروری ہے ورنہ معاہدہ کی صورت بے معنی ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہ خلافت خلافتِ راشدہ کے رنگ میں شخصی خلافت ہوگی اور پارلیمنٹوں یا سوسائٹیوں کے طریق پر کوئی انجمن خلافت کی مستحق نہ پہلے ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولٰنا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو منصب خلافت پر سرفراز ہوئے۔ حضرت نے خلیفہ بننے کے بعد سے لیکر اپنی زندگی کے آخری

لمحات تک خلافت کی اہمیت اور خلافت سے وابستگی اور اس کے مقام کے احترام کے متعلق اپنی تقریروں اور خطبات میں متعدد واضح ارشادات فرمائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر جماعت کے بڑے بڑے عمائدین کی طرف سے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی کہ آپ خلافت کے بار کو سنبھالیں اور بیعت لیں۔ ان عمائدین میں خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ان کے کئی دیگر رفقاء شامل تھے۔ اس درخواست پر حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے جو ارشاد فرمایا وہ قابلِ غور بھی ہے اور قابلِ عمل بھی۔ آپ نے فرمایا:۔

۱۔ "اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزّت اور سارا خیال اُنہی سے وابستہ ہو گیا اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لیے اپنی تمام حُرّیت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔"

اسی تقریر میں آخر پر حضور نے یہ ارشاد بھی فرمایا:۔

"یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔" (اخبار "بدر" ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ منصبِ خلافت پر فائز ہو چکنے کے بعد ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

"اب مَیں تمھارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ "الوصیّۃ" میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا، تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدمؑ اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئیوں میں نہیں ..... تمام

قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا ہے۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔..... پس کان کھول کر سنو، اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ کے مصداق بنو گے۔"

(بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

۳۔ پھر فرمایا :۔

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا ....

مگر انھوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو، آخر انھیں آدم کے لیے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہدونگا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِبَاء اور اِسْتِکْبَار کو اپنا شعار بنا کر اِبْلِیْس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اُسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

۴۔ پھر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنی اسی تقریر میں فرمایا :۔

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں، تم اس بکھیڑے

ہیں کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کیے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمھارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمھیں مُرتدّوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء۔ تقریر احمدیہ بلڈنگ ۱۶، ۱۷ جون ۱۹۱۲ء)

۵۔ پھر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدمؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

۶۔ پھر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:۔

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی .... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے .... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔" (الحکم ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

۷۔ پھر ایک اور آپ کا ارشاد قابلِ ذکر ہے:۔

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

۸۔ بیعتِ خلافت اور خلافت سے وابستگی کی اہمیّت حضرت خلیفہ اوّل کے ایک اور ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے۔ لکھا ہے:۔

"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔" (بدر ۳ر مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

اس ارشاد سے واضح ہے کہ نبی کے بعد ہر خلیفہ کی بیعت ضروری ہے اور سابقہ ارشادات نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے، خلیفہ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ جسے چاہیگا خلیفہ بنائے گا۔ اور ان خلفاء کی فرمانبرداری اور اطاعت ویسی ہی ضروری ہے جیسے کہ خلفاء راشدین کی ضروری تھی۔ آپ اپنے آپ کو خلیفہ برحق خیال کرتے تھے اور ویسے ہی خلیفہ ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور

دیگر خلفاء تھے۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے مندرجہ ذیل ارشادات بھی اس امر کی وضاحت کر رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت نے فرمایا:۔

۹۔ "ایک نکتہ قابلِ یاد سُناتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ مَیں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلّق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبّت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو، مَیں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لیے کہی ہے۔"

(بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ ۱۹۱۱ء میں جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے ایک وصیّت لکھی اور اپنے ایک شاگرد کے سپرد کر دی۔ اس میں آپ نے لکھا:۔

خلیفہ ۔ محمود

صحت ہونے پر آپ نے اس وصیّت کو جو بند تھی پھاڑ دیا۔

۱۱۔ ۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کو بعد نماز عصر یکایک ضعف محسوس ہونے لگا۔ آپ نے قلم دوات لانے کا حکم دیا اور لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور حسبِ ذیل وصیّت اپنے جانشین کے بارہ میں لکھی:۔

"میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز۔ عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام لاوے۔ مَیں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔"

(الحکم ۔ ۷ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

یہ وصیّت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ نے اپنی مرض الموت میں مولوی محمد علی صاحب سے تین بار حاضرین مجلس کے سامنے پڑھوائی اور اس کی تصدیق کروائی۔

اپنے جانشین کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان سے بھی الم نشرح ہے کہ آپ شخصی خلافت کے قائل تھے اور اسی کو آپ خلافت راشدہ کے طریق پر درست سمجھتے تھے۔ اور اپنے بعد بھی اسی طریق کو جاری رکھنے کی آپ نے وصیّت فرمائی۔

غیر مبایعین کے بیانات تا قیام خلافتِ ثانیہ

(۱)

حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقعہ پر خواجہ کمال الدین صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور سے قادیان آئے تو اس موقع پر خواجہ کمال الدین صاحب نے کھڑے ہو کر نہایت پُرسوز تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:-

"خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا، ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

اس پر شیخ رحمت اللہ صاحب نے کھڑے ہو کر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں جو کچھ

فرمایا، اُس کا خلاصہ اُردو میں یہ تھا:۔

"میں نے قادیان آتے ہوئے رستہ میں بار بار یہی کہا ہے اور اب بھی دُہراتا ہوں کہ اِس بُڈّھے (یعنی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ) کو آگے کرو، اس کے سوا یہ جماعت قائم نہ رہ سکے گی۔"

شیخ صاحب کے اِس بیان پر خاموش رہ کر تمام عمائدین نے مہرِ تصدیق ثبت کی اور سرِ تسلیم خم کیا۔ کسی نے انکار کیا نہ اعتراض۔"

(۲)

حضرت مولٰنا نورالدّین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی گئی جس پر بہت سے احباب نے دستخط کیے اُن میں سے شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے دستخط بھی ثبت تھے۔ اِس درخواست میں یہ لکھا تھا:۔

"اَمَّا بَعْد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ اَلْوَصِیَّۃ ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اَعْلَم اور اَتْقٰی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسْوَۂ حَسَنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

؎ چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے کہ بالتحریر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔"

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

(۳)

جب حضور علیہ السلام کی تدفین ہو چکی اور حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ کو تمام جماعت حاضرین نے خلیفہ قبول کر کے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تو خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے سارے ممبروں کی طرف سے تمام جماعت کی اِطّلاع کے لیے حسبِ ذیل بیان جاری کیا۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وَصَایا مندرجہ رسالہ اَلْوَصِیَّۃ کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت اُمّ المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سَو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے:۔

مولٰنا حضرت سیّد مولوی محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خاں صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا

یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین"

اِس اطّلاعی بیان میں خواجہ صاحب نے آگے چل کر فرمایا:۔

"...... کُل حاضرین نے جن کی تعداد اُوپر دی گئی ہے بالاتّفاق خَلِیْفَۃُ الْمَسِیْحؑ قبول کیا۔ یہ خط بطور اطّلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الاُمّت خلیفۃ المسیح والمہدیؑ کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔"

(الحکم ۲۸رمئی و بدر ۲رجون ۱۹۰۸ء)

(۴)

۱۹۱۳ء کے آخر میں مولوی محمد علی صاحب، مولوی صدر الدین صاحب، سیّد محمد حسین شاہ صاحب وغیرہ کے دستخطوں سے حسب ذیل اعلان کھُلے لفظوں میں شائع ہُوا:۔

"ساری قوم کے آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) مُطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح ۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء)

(۵)

پھر یہ بھی ان معتمدین کی طرف سے لکھا گیا:۔

"حضرت مولٰنا نورالدین صاحب کی بیعت اَلوصیّت کے خلاف ہرگز نہ تھی، بلکہ اس کے عین مطابق اور جائز تھی۔" (پیغام صلح ۱۹ر اپریل ۱۹۱۴ء)

(۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وفات کے چند روز بعد ۲ جون ۱۹۰۸ء کو مولوی محمد علی صاحب نے لاہور میں جماعت کے سامنے ایک تقریر میں کہا:-

"جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلّمہ کُتب میں حضرت ابوبکر صدّیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائمقام قرار دیا گیا اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو قتل کیا جانا ہے۔ اور حضرت عمر رضؓ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا آپ کی اولاد کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ ان کو پُورا کر دے؟"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۲ پرچہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

(۷)

خواجہ کمال الدین صاحب نے دسمبر ۱۹۱۴ء میں لاہور میں "اندرونی اختلافات سلسلۂ احمدیّہ کے اسباب" پر تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"جب مَیں نے بیعتِ ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ مَیں آپ کا حکم بھی مانونگا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا۔"

("اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" صفحہ ۶۲)

اِن تمام بیانات سے جو غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے لیکر تا قیام خلافتِ ثانیہ مختلف اوقات میں دیئے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جماعت کا استحکام بغیر شخصی خلافت کے ممکن نہ تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیۃ کے مندرجات سے یہی سمجھتے تھے کہ حضور کی وفات کے بعد خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کا انتخاب الوصیّۃ کے عین مطابق تھا۔ آپ واجب الاطاعت امام تھے اور آپ کا فرمان مسیح موعودؑ کا فرمان تھا۔ بلکہ حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ کے بعد بھی خلفاء کی آمد کے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ بہت سی پیشگوئیاں حضور کے دوسرے خلفاء کے ہاتھوں پر پوری ہوں گی۔ ان عمائدین نے ساری جماعت کو بیعت کی بھی تاکید کی اور کہا کہ نئے اور پرانے سب ممبر بیعت کریں۔



نبوّت وخلافت کے متعلّق

اہلِ پیغام کا موقف ——— ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد

(تقریر سوم از محترم میر محمود احمد صاحب فاضل)

(۱)

اہلِ پیغام نے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے عقائد اور مسلک میں تبدیلی کرنا چاہی اور کوشش کی کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری نہ رہے اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے انتخاب کے راستہ میں روک ڈالنے کے لیے ایک خیال یہ پیش کیا کہ اگر کوئی امیر یا خلیفہ منتخب ہو بھی تو پرانے احمدیوں کے لیے اس کی بیعت لازمی نہ قرار دی جائے، صرف جماعت میں داخل ہونے والے نئے احمدی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون بہ عنوان "ایک نہایت ضروری اعلان" شائع ہوا اس میں مولوی صاحب نے لکھا:۔

> "دوسری بات جس طرف میں اپنے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی حکم وصیت میں یا کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں پایا جاتا جس کی رو سے ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں، دوبارہ کسی شخص کی بیعت کی ضرورت ہو"

مولوی صاحب کا یہ دعویٰ خود ان کے سابقہ مسلک کے بالکل خلاف تھا اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام جماعت احمدیہ نے بالاتفاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات مندرجہ الوصیّت کی روشنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیعت ضروری سمجھی تھی۔ اس لیے مولوی محمد علی صاحب نے جماعت کے اس اجماع کی تاویل کرتے ہوئے لکھا:۔

"میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پاک وجود مولوی نورالدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا اور جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے، حضرت مسیح کی جگہ ہماری روحانی تکمیل کے لیے دیا تھا یہ وہ پاک اور بے نفس اور متوکّل وجود ہے جس کی نظیر آج دنیا میں نہیں ملتی۔ اس روحانی عظمت' اس علم و فضل کا کوئی اور وجود ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہزاروں ایسے پیدا کر دے مگر میں موجودہ واقعات کا ذکر کرتا ہوں، اس کا تو صرف علم و فضل ہی ایسا ہے کہ اس کے سامنے سب کی گردنیں جُھکی ہیں، خواہ ہم نے اس کی بیعت بھی نہ کی ہوتی، مگر الٰہی منشاء نے سلسلے کی مزید تقویت کے لیے سب کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر یہ ڈال دیا کہ اس پاک اور بے نفس وجود سے جو نورالدین کی شکل میں تم میں موجود ہے روحانی تعلّق پیدا کرو، اس لیے اس کا انتخاب چالیس نے نہیں کیا بلکہ کل قوم کی گردنیں الٰہی ارادہ سے اس کے آگے جھک گئیں اور قریب ڈیڑھ ہزار کے آدمیوں نے ایک ہی وقت میں بیعت کی اور ایک بھی متنفّس باہر نہ رہا کیا مرد اور کیا عورتیں"

ظاہر ہے کہ یہ تاویل اہلِ پیغام کے موقف کی تائید کی بجائے تردید کا سامان مہیا کرتی تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی وفات پر پہلا کلی اجماع اس بات پر ہوا تھا کہ کسی ایک فرد کو واجب الاطاعت خلیفہ تسلیم کیا جائے اور یہ بات عین خدائی تقدیر کے مطابق تھی، اس لیے قریباً ایک ماہ بعد اہلِ پیغام نے ایک نئی تاویل تراشی اور ۲۲ راپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں ایک طویل مضمون بہ عنوان "کھلی چٹھی بنام مولوی شبیر علی صاحب" میں لکھا :-

"خدا کے لیے کورانہ تقلید سے بچو اگر ہم کہدیں کہ حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب نے الوصیت پر عمل نہیں کیا یا قوم سے چُوک اور غلطی ہو گئی ہے تو اس سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آسکتا۔ انسانوں سے ایسی غلطیاں ہوتی چلی آئی ہیں۔ اس غلطی کا ارتکاب قوم نے یا جناب مولانا صاحب نے جان بُوجھ کر عمداً نہیں کیا۔" (پیغام صلح ۲۲ راپریل ۱۹۱۴ء)

ان دونوں تاویلات کو پڑھنے سے ظاہر ہے کہ جب انسان ایک صداقت کو چھوڑتا ہے تو اس کا پاؤں کہاں سے کہاں پھسلتا ہے۔ ۱۵ رمارچ کو تو کہا گیا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی بیعت الٰہی منشاء کے مطابق تھی اور الٰہی تقدیر نے سب جماعت کی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی وجود ہے۔ مگر ۲۲ راپریل کو اپنے تبدیل شدہ عقائد کی تائید کے لیے یہ کہنے سے گریز نہ کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جسدِ اطہر کی موجودگی میں جماعت کے ہر مرد و عورت نے باتفاق صدر انجمن احمدیہ جو اجماع کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی اس خلاف ورزی میں حضرت خلیفہ اول بھی برابر کے شریک تھے۔

(۲)

جماعت احمدیہ میں خلافت کے متعلق دوسرا موقف اہلِ پیغام نے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات پر یہ اختیار کیا کہ اگر کوئی خلیفہ یا امیر منتخب کیا بھی جائے تو صدر انجمن احمدیہ اس کے ماتحت نہ ہو گی بلکہ انجمن اپنے فیصلوں میں آزاد اور خود مختار ہے، اس کے فیصلے قطعی ہیں۔ اس کا اجتہاد ناطق ہے اس کو حکم دینے یا اس کے فیصلوں کو ردّ کرنے کا کسی کو اختیار نہ ہو گا۔ چنانچہ پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ سے اپنے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے اہلِ پیغام نے لکھا :-

"صدر انجمن احمدیہ کے متعلق وہ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ۔ ناقل) مطلق اختیار اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں جس سے ہم کو اختلاف ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیکر اس کے فیصلوں کو اس وقت تک ناقابلِ تنسیخ قرار دیا ہے جب تک کوئی ماموراس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے الہام نہ پائے"۔

اہلِ پیغام نے ان دنوں میں ایک طرف تو انجمن کو قطعی طور پر خود مختار اور آزاد قرار دیا اور اس کے فیصلوں کو یقینی اور اس کے اجتہاد کو ناطق اور ناقابلِ تنسیخ قرار دیا، مگر دوسری طرف ایک عجیب تضاد کا نمونہ پیش کیا اور اسی انجمن کے فیصلوں کو اپنے مفاد اور منشاء کے مطابق نہ پا کر اس کی تضحیک کی اور اس سے رُوگردانی اختیار کی۔ چونکہ انجمن کے ممبران نے ....

...... اہلِ پیغام کے منشاء کے خلاف فیصلہ کیا اس لیے وہی آزاد اور خود مختار اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ان کی نظر میں مطعون ہو گئی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ

کے پہلے اجلاس کی رپورٹ اخبار پیغامِ صلح ۱۲؍ اپریل ۱۹۱۴ء میں یوں شائع ہوئی :-

"آج مورخہ ۱۰؍ اپریل کو صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس تھا جس میں مفصلۂ ذیل ممبران حاضر تھے : جناب صاحبزادہ صاحب مرزا محمود احمد صاحب، میاں بشیر احمد صاحب، نواب محمد علی خاں صاحب، ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، حضرت مولوی محمد احسن صاحب، مولوی شیر علی صاحب، مجدد الدین حضرت مولوی محمد علی صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مولوی صدر الدین صاحب علاوہ ازیں جناب میر حامد شاہ صاحب اور مولوی غلام حسن صاحب کی تحریری آراء پیش ہوئیں۔ یہ پہلا جلسہ تھا جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہوا ......

غرض اجلاس میں پانچ غیر مرید اور باقی سات مرید اور اہل بیت کے قریبی رشتہ دار حاضر تھے (گویا اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے حاضر ممبران کی اکثریت نے خلافتِ ثانیہ کی بیعت کر لی تھی۔ ناقل) اس لیے جو کچھ چاہا کیا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ امور جو ایجنڈا میں موجود نہ تھے تحکمانہ طور پر پاس ہونے لگے تو بعض ممبران نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہماری رائے اس کے خلاف ہے لکھ لیا جاوے لیکن لکھنے سے بھی انکار کیا گیا۔ اِن واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (مسیح موعودؑ) کی جانشین صدر انجمن احمدیہ کا عنقریب کیا حال ہونے والا ہے"

پھر لکھا ہے:-

"حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے کا حکم دیا تھا اور آخری ایام میں آپ کو بار بار حضرت خواجہ صاحب کی امداد کے لیے ولایت جانے کی تاکید فرمائی تھی، لیکن افسوس اور نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آپ کا حکم بھی آپ کے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دیا گیا........ نہایت رنج و قلق کے ساتھ باوجود سات آدمیوں کے اختلاف رائے کے انجمن کے ممبران نے جن میں زیادہ تر حصّہ صاحبزادہ صاحب کے رشتہ داروں کا تھا اور جو پریذیڈنٹ کے ووٹ ملا کر آٹھ بیٹھتے تھے اس قضیہ نامرضیہ کا فیصلہ کرا دیا اور مولوی شیر علی صاحب اس کارِ خیر سے محروم رہ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح برحق کے ارشاد کی اس طرح سے نافرمانی اور تذلیل کی گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ذیل کے ممبران نے جب حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی اس طرح تذلیل ہوتی دیکھی تو اُن سے برداشت نہ ہو سکا اور اس خیال سے کہ اس پاک وجود کی نافرمانی کی ذمہ داری اُن پر عائد نہ ہو وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے:-

(۱) مجدد الدین حضرت مولانا محمد علی صاحب (۲) جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (۳) جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب (۴) جناب ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب"

("پیغام صلح" ۱۲ ر اپریل ۱۹۱۴ء)

"پیغام صلح" کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ان کے موقف کا عجیب و غریب

تضاد عیاں ہے۔ ایک طرف تو وہ صدر انجمن احمدیہ کو خلافت کی بیعت اور نگرانی سے بالا قرار دیتے ہوئے اس کے فیصلے اور اجتہاد کو قطعی اور ناطق قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی انجمن کے فیصلوں کو اپنے منشاء کے خلاف پا کر اس کو مطعون کرنے اور اس کے اجلاس سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(۱۴)

انسان جب ایک صداقت کا انکار کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کو بہت سی صداقتوں کا خون کرنا پڑتا ہے۔ اہلِ پیغام پر یہی گذری حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد انھوں نے جماعت احمدیہ میں خلافتِ حقہ اسلامیہ کا انکار کیا۔ جب مبایعین خلافت کی طرف سے اُن کو کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعودؑ کو نبی کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں آپ کو صریح طور پر نبی کا لقب دیا گیا ہے اور خلافت نبوّت کی فرع ہے اور بقول حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے اس لیے آپ لوگ خلافت اور اس کی بیعت کے لزوم سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ اس پر اہلِ پیغام نے خلافت کے انکار کے جوش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ شروع ایام میں کھلے طور پر تو اس انکار کی جرأت نہ کر سکے بلکہ اپنی بعض تحریرات میں حضورؑ کو نبی کے لقب سے یاد کرتے رہے، مثلاً ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں ایک اداریہ کا عنوان جلی قلم سے یہ لکھا ہے :-

"ہم ایک نبی کے سلسلہ کے ممبر ہیں"

پھر ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں مولوی شیر علی صاحب رضؓ کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ :-

"پھر خدا کے مرسل اور مامور کے کلام صریح کے بالمقابل یہ عامیانہ بات منہ سے اب آپ نکالتے ہیں۔"

مگر آہستہ آہستہ ظلّی اور بروزی اصطلاحات کی غلط آڑ لیکر اہلِ پیغام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ اور ۱۲ اپریل کے پیغام صلح میں اس انکار کی بنیاد اس طرح رکھی :-

"الفضل لکھتا ہے کہ کرزن گزٹ نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں تھے پس اس کی گدّی اس کے لڑکے کو ملنی چاہیئے۔ یہ اس کی غلطی ہے حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور ان کی جانشینی کا مسئلہ اسی طرح حل ہونا چاہیئے، جس طرح دوسرے انبیاء کی جانشینی کا مسئلہ ہوتا رہا۔

ہم اس مضمون پر مفصل لکھنا چاہتے تھے مگر چونکہ مضمون بہت لمبا ہوا جاتا ہے اس لیے مختصر سا نوٹ اس پر لکھ دیتے ہیں۔ تعجّب ہے کہ الفضل نے اپنے پہلے پرچہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو ظلّی نبی تسلیم کیا تھا اب پھر حضرت صاحب کو دوسرے انبیاء کی طرح نبی لکھ دیا کیا انبیاء سارے کے سارے ایسے ہی نبی تھے جیسے کہ مرزا صاحب یا سب کے سب نبی ظلّی نبی تھے؟

ظلّی اور بروزی تو صوفیاء کے سلسلہ کی اصطلاح ہے نہ انبیاء کے سلسلہ کی۔ کوئی نبی دنیا میں آیا جس نے اپنے آپ کو ظلّی اور بروزی نبی کہا یا اپنی نبوّت کی ایسی تشریحیں اور توضیحیں لکھیں اور شقیں لگا لگا کر اپنی نبوتیں تبلائیں؟ کیا کسی نبی نے یہ بھی شقیں لگائی ہیں؟ اور نبوّت کی ایسی تقسیمیں جیسی کہ مستقل نبی، غیر مستقل نبی، جزدی نبی،

طفیلی نبی، شرعی نبی، غیر شرعی نبی، نبوّت ناقصہ اور نبوّت کاملہ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے کہیں اور کسی نبی کی نبوت میں کوئی تفریق بتلائی؟
ظلّی اور بروزی وغیرہ تو صرف صوفیاء کی اصطلاحیں ہیں۔ تشریعی نبوّت میں بھی کچھ امتیاز انہی بزرگوں نے کیا ہے، قرآن حدیث اور صحف انبیاء میں ایسے لفظ کہیں نہیں۔"

(پیغام صلح، ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

الغرض خلافت کے انکار سے متعلق اہل پیغام کا جوش انکارِ نبوّت پر منتج ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے بلند مقام کی وضاحت کے لیے ظلّی اور بروزی نبی کے جو الفاظ استعمال کیے تھے اُن کو اہلِ پیغام نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوّت سے کلّی انکار کا ذریعہ بنا لیا۔ حالانکہ یہ الفاظ آپ کے مقامِ نبوّت کی نفی نہیں کرتے بلکہ اس کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ اصل نبوّت نبوّتِ محمدیّہ ہے باقی سب نبوّتیں اور سب روحانی مقامات و درجات نُورِ محمّدی کا پرتو اور ظلّ ہیں۔ تخلیقِ عالم کا باعث حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات ہے اور سب سے پہلے حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کے بموجب نُورِ محمّدی کی تخلیق ہوئی اور سب نبوّتیں اور سب کمالاتِ روحانیہ اس نور کے عکس سے پیدا ہوئے۔ مگر جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بنفسِ نفیس اس عالم میں ظہور پذیر نہ ہوئے اور قرآن شریف جیسی کامل کتاب نازل نہ ہوئی اس وقت تک کوئی نبی حضور صلعم کا اکمل اور اتم ظلّ نہ بن سکا اس لیے کوئی نبی ظلّی نبی نہ کہلایا۔ مگر جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فداہ نفسی کا بابرکت ظہور دنیا میں ہوگیا اور قرآن شریف جیسی کامل کتاب نازل ہوگئی اس وقت وہ وجود جو کامل طور پر فنا فی الرسول ہوگیا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کامل ظلّ

بنا، اِس لائق ٹھہرا کہ ظلّی نبی کے عظیم لقب سے مُلقّب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے انبیاء بوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے جُزوی ظل ہونے کے، اِس لقب سے مُلقّب نہ ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔



نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کا موقف

(۱۹۱۴ء سے پہلے اور بعد)

(تقریر چہارم از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس فاضل)

(۱)

آج سے چودہ سو سال قبل مخبر صادق حضرت خاتم النبیّین، سیّد الاوّلین والآخرین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّتِ محمدیّہ کے ایک عظیم الشان امام اور حکم و عدل اور مہدی و مسیح کی آمد کی خوشخبری دی تھی اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس موعود کے لیے چار مرتبہ صراحت سے نبی اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے تھے (صحیح مسلم)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی بطل جلیل اور اسی پاک وجود تک اپنا محبّت بھرا سلام پہنچانے کی اُمّت کو وصیّت فرمائی تھی۔ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

اور حضور نے اُمّت کے اِس منفرد اور واحد وجود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ (ابوداود) کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یعنی ایک میں نبی ہوں اور ایک وہ نبی ہوگا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّتِ محمدیہ کے اس موعود کی نبوّت کو بھی

افضلیت اور امتیاز کا باعث بیان کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ۔ (کنوز الحقائق للاستاذ السید عبدالرؤف المناوی) یعنی ابوبکرؓ اس اُمّت کے سب سے افضل فرد ہیں سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو۔

(۲)

پھر وہ ساعتِ سعد آئی جب وہ پاک وجود قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث ہوا جس کی بعثت اور نزول کے انتظار میں ہزار ہا صلحاءِ اُمّت گذر گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاک مکالمہ و مخاطبہ میں نبی اور رسول کے مقام پر سرفراز فرمایا۔ براہین احمدیہ ۸۲—۱۸۸۵ء میں طبع ہوئی۔ اس میں یہ الہامات درج ہیں۔ "هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ" (براہین احمدیہ ص۴۹۸)

پھر اسی کتاب میں آپ کی نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حُلّوں میں (براہین احمدیہ ص۵۰۴)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی الٰہی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ حضور فرماتے ہیں اس وحیِ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کُنْتُ لَآ اَعْرِفُکَ یعنی زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی! میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۰)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام

" یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ "

میں نبی کہہ کر خطاب کیا۔ اور اسی طرح الہام ؛

" دنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا "

میں آپ کو نبی قرار دیا گیا۔

پس متواتر ۲۳ سال تک اللہ تعالےٰ نے اپنی وحی میں آپ کو نبی اور رسُول اور مُرسل کہہ کر خطاب فرمایا۔ اور آخری دس سالوں میں تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔[۱]

(۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موقف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اللہ تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف پایا ، اور خدا کے کلام میں جب بار بار حضور کو نبی، رسول اور مُرسل کہہ کر پکارا گیا ، تو اوائل میں مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ اور ایک ہزار سال سے مروّجہ اصطلاحات اور نبوّت کی تعریف کی بناء پر حضور نے ان الفاظ کو ظاہر پر محمول کرنے کی بجائے ان کی تاویل کرنے کا رجحان ظاہر فرمایا۔ اور نبی ، رسول اور مرسل کے الہامی الفاظ کو بمعنی محدّث قرار دیا۔ کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں میں نبوّت کی تعریف (DEFINATION) کے ارکانِ ضروریہ یہ تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو کامل شریعت لائے یا سابقہ شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے اور وہ کسی دوسرے سابق نبی کا اُمّتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو

---

[۱] ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے"

{ ملاحظہ ہو مکتوب حضرت مسیح موعودؑ مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء
مندرجہ الحکم جلد ۳ ۲۹ ۱۸۹۹ء }

نبوّت کی مذکورہ بالا تعریف کی رُو سے جو مسلمانوں میں رائج تھی، حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو کسی صورت میں نبی اور رسول قرار نہیں دے سکتے تھے اور التباس سے بچنے کے لیے حضور ان الفاظ کا استعمال اپنے لیے بہت کم کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں آپ کو نبی کہا جاتا تو آپ اُس پُرانے عقیدہ کی بناء پر جو اُس وقت مسلمانوں میں رائج تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اپنے آپ کو نبی کہنے کی بجائے ان الہامات کے یہ تاویلی معنے کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف جزئی نبوت کا حامل نبی بمعنی مُحدَّث ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ اپنے دعویٰ کو نہ سمجھ سکے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی کوئی وقت نہیں آیا کہ آپ اپنے دعویٰ کو سمجھ نہ سکے ہوں۔ آپ شروع سے آخر تک اُس مقام کو سمجھتے رہے جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ ہاں صرف اس دعویٰ کے نام میں آپ احتیاط کرتے رہے یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جائے یا محدثیت"

(حقیقۃ الامر صفا)

چنانچہ یہ ذکر کر کے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے محدّث ہو کر آیا ہوں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :-

"اور محدّث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ اُمورِ غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بہ آوازِ بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے، اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

(توضیح مرام)

گویا آپ نبی کے لفظ کی "تاویل" کر کے اُسے بمعنی محدّث لیتے تھے۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی تھے اور خدا تعالیٰ بار بار اور متواتر بارش کی طرح اپنی وحی میں حضورؑ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے مخاطب فرماتا تھا

اس لیے اس وحی نے آپؑ کو اپنے پہلے خیال پر قائم نہ رہنے دیا، جیسا کہ حضرت اقدسؑ خود فرماتے ہیں کہ :-

"بعد میں جو بارش کی طرح وحی میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر (کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقرّبین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو بوجہ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھنے کے جُزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ ناقل) قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی"

(حقیقۃ الوحی صنہ ۱۵)

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح ناصریؑ سے ہر شان میں افضل ہونے کا اعلان فرما دیا۔ پس جب یہ امر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پوری طرح منکشف ہو گیا کہ مروّجہ تعریفِ نبوّت جامع مانع نہیں اور یہ کہ نبی کے لیے نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے اور سابق نبی کا اُمتی نہ ہو، تو حضرت اقدسؑ نے نبوت و رسالت کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی :-

خدا کی اصطلاح

فرمایا :-

۱۔ "نبوّت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے، مگر اس لفظ سے وہ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس

سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرتِ مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوّت رکھا۔"

(تتمۂ معرفت ص۳۲۵)

۲۔ "صرف مراد میری نبوّت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبتِ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی، یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوّت رکھتا ہوں وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

اپنے نزدیک

۳۔ "میرے نزدیک نبی اُسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔" (تجلیاتِ الٰہیہ ص۲۶)

حقیقی تعریف

۴۔ "جس کے ہاتھ پر اخبارِ غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسلامی اصطلاح

۵۔ "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے۔"

(تقریر حجۃ اللہ مندرجہ الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۶۔ "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا، تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے؟ اگر کہو اُس کا نام مُحدّث رکھنا چاہیئے تو مَیں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لُغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے۔ مگر نبوّۃ کے معنے اظہارِ غیب ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

معنوی لحاظ سے

۷۔ "مَیں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنیٰ ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔"

(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

نبیوں کی اصطلاح

۸۔ "جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت وکمیّت کے رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوّت کے نام

سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

(الوصیّت صہ۱۲)

(۴)

مروّجہ تعریفِ نبوّت میں اس انقلابی تبدیلی کے بعد یعنی قریباً ۱۹۰۱ء سے لیکر وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برملا اور کثرت کے ساتھ اور پوری تصریح کے ساتھ اپنی ذات پر نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ کا اطلاق فرمایا۔ لیکن حضور کو ہمیشہ یہ احتیاط مدِنظر تھی کہ کہیں عوام النّاس النّاس کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس لیے حضور ہمیشہ جب بھی اپنے لیے نبی یا رسول کے الفاظ استعمال فرماتے تو حضور ضرور یہ وضاحت فرماتے کہ نبوّت سے میری مراد وہ معروف نبوّت نہیں جس کے لیے شریعتِ جدیدہ لانا ضروری ہے اور جس کے لیے استقلال کی شرط ہے۔ حضور ہمیشہ اس امر کی وضاحت فرماتے کہ میں رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے حضور کے فیض سے ملا ہے۔ اور میری نبوت حضورؐ کے مرتبۂ ختمِ نبوتّ کے قطعاً منافی نہیں۔ اور ایک اُمّتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوئے اور نئے نام کے۔ اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلیّت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

(نزول المسیح صہ۳)

اور فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسولِ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صـ۸-۹)

اور پھر فرماتے ہیں :-

"ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں، بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی اِفاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صـ۹)

اور مارچ ۱۹۰۸ء میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ در اصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیّت و

کیفیت دُوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔"

(بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

اور حقیقۃ الوحی صنـ۱۵۰ حاشیہ پر فرماتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سُنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے، لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوّت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لیے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔"

مذکورہ بالا وضاحتوں کے ذیل میں چند ایسے حوالے پیش کیے جاتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پُوری صراحت کے ساتھ اور علیٰ الاطلاق نُبوّت و رِسالت کے مدّعی کے طور پر سامنے آتے ہیں :۔

۱۹۰۱ء :

"پس میں جبکہ اس مدّت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی اور رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں

اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں۔ یا کیوں کر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صـــ۸)

۱۹۰۲ء

" ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔"

(نزول المسیح صـــ۴۸)

۱۹۰۵ء

" آنے والا عیسیٰ باوجود اُمتی ہونے کے نبی بھی کہلائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صـــ۱۸۲)

۱۹۰۶ء

ا۔ " پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صـــ۸-۹)

ب۔ " اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صـــ۲۸)

ج۔ آیت وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا کا ذکر کرکے فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی :-

"آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

د۔ "لوگ اپنے کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لائق ہو چکے تھے کہ دنیا میں اُن پر عذاب نازل کیا جائے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ اُن کو اپنے جرائم کی سزا دی جائے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۵۶)

ھ۔ "اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

و۔ آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک

اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہُوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اَصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبیؐ کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرّف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا بُروز ہوگا۔ اس لیے اُس کے اَصحاب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب ہی ہوں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔

بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبیؐ کے ظاہر ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحابِ رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

ن۔ اور فرماتے ہیں:۔

"غرض اِس حصّۂ کثیر وحیِ الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمّت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حِصّۂ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام

پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اِس کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

۱۹۰۷ء

ا۔ آیت نُفِخَ فِی الصُّوْرِ کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ صُوْر کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے، کیونکہ خدا کے نبی صُور ہوتے ہیں۔

(چشمۂ معرفت ص۷۷)

ب۔ "اس فیصلہ کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ اس کا نبی ہوگا۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۸)

۱۹۰۸ء

ا۔ ایک نواب ریاست کے سوال پر کہ کیا مرزا صاحب رِسالت کے مدعی ہیں ایک احمدی نے آپ کا یہ شعر:

"من نیستم رسول و نیاوردہ اُم کتاب"

پڑھ دیا۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحبِ کتاب ہو۔ دیکھو جو اُمور سماوی ہوتے

ہیں اُن کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں ۔"

پھر صحابہ کے طرزِ عمل کا کہ وہ اپنا عقیدہ صاف صاف کہہ دیتے۔ ذکر کرکے فرماتے ہیں :۔

"ہمارا دعوٰے ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیّت وکیفیت دُوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔"

(بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

ب۔ "سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں ۔ اگر میں اس سے انکار کروں ، تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔"

{ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اخبار عام لاہور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء }

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور مکتوبات سے حضور کے متواتر اور بار بار دعوٰئے نبوّت ورسالت ثابت کرنے کے بعد اب یہ اَمر تشریح طلب رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے اِن حوالہ جات کی روشنی میں جن میں حضور نے مسلمانوں میں مُروّجہ اِصطلاح اور تعریف کی رُو سے نبوّت و

رسالت سے اِنکار فرمایا ہے اِحتیاطاً، یا اِلتباس سے بچانے کے لیے، یا کسی اور وجہ سے، آیا جب کوئی مُتلاشیٔ حق غیر از جماعت اِستفسار کرے کہ مرزا صاحب نبی اور رسُول تھے کہ نہیں؟ تو ہمارا مُوقف یہ ہونا چاہیئے کہ ہم کہہ دیں کہ آپ نبی نہ تھے یا کچھ اور؟

سو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود صراحت سے واضح فیصلہ فرما چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اتنی اہمیت دی ہے کہ حضور نے اس مقصد کے لیے بطورِ خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ اور اس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" رکھّا۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ رِسالہ کسی غلط مُوقف کی تردید میں ہے۔ واقعہ یُوں ہُوا: خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سنیئے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہُوا اور نہ وہ ایک معقول مُدّت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لیے باوجود اہلِ حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔"

اس کے بعد حضور فرماتے ہیں:۔

"چنانچہ چند روز ہُوئے کہ ایک صاحب پر ایک

مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس
سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول
ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟
اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے
دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔
حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو
میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ
رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ
ایک دفعہ، بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب
صحیح ہو سکتا ہے؟"

(ایک غلطی کا ازالہ)

یہ حوالہ بڑے خوف سے پڑھنے کا ہے، کیونکہ اُس وجود نے، جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم و عَدل کا بلند مرتبہ دیا ہے، فرمایا ہے کہ محض انکار کے الفاظ سے (کہ آپ نبی نہیں تھے) دیا گیا جواب صحیح نہیں ہے۔ اور حضورؑ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں باوجود اہلِ حق ہونے کے ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے دونوں فریقوں کی آج تک کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوائے نبوت و رسالت کا انکار کرنے والے متبعین کو ندامت ہی اُٹھانی پڑی اور وہ ہر میدان میں اُس جماعت سے شکست کھا گئے جو حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کو پورے خلوص اور ایمان سے ایک اُمّتی اور ظلّی نبی اور رسول اور مُرسل کی حیثیت سے پیش کرتی ہے۔

اور ایسا ہی ۱۷ ماہ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسۂ دعوت میں جو تقریر حضرت اقدسؑ نے فرمائی تھی، اس تقریر کی بناء پر یہ غلط خبر پرچہ اخبارِ عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپ نے اس جلسۂ دعوت میں دعوائے نبوّت سے انکار کیا ہے، تو اُسی روز حضور نے ایڈیٹر اخبارِ مذکور کی طرف ایک خط لکھا، جس میں اس غلط خبر کی تردید کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کا وہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:۔

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبارِ عام۔ پرچہ اخبارِ عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا مَیں نے جلسۂ دعوت میں نبوّت سے انکار کیا۔ اِس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں مَیں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ مَیں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمّہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا

اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے، بلکہ ایسا دعوائے نبوّت میرے نزدیک کُفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اِس قسم کی نبوّت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر مَیں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اِس قدر ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرّف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیّت کا قُرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انھیں اُمور کی کثرت کی وجہ سے اُس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔

مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا اسلام
سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم
منسوخ کرتا ہوں ، میری گردن اُس جوئے کے نیچے
ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال
نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآنِ شریف کا
منسوخ کر سکے ، سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا
ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے
ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا۔
اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے "

یہ خط حضرت اقدسؑ نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا - جو اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں آپؑ کی وفات کے روز شائع ہوا اور یہ آپؑ کا آخری مکتوب تھا۔ اگر یہ درست ہوتا کہ آپؑ نے نبوّت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا تو آپؑ اس خبر کی تردید کیوں کرتے ، جو اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی کہ آپ نے دعوائے نبوّت سے انکار کیا ہے یعنی آپ مدّعی نبوّت نہیں ہیں۔ اور کیوں فرماتے :-

" سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں
اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت
میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر
سکتا ہوں ۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک
جو اس دنیا سے گذر جاؤں "

دو مرتبہ احمدی دوستوں نے مخالفین کو یہ جواب دیا کہ آپ نبی اور رسول

نہیں ہیں تو حضور نے دونوں دفعہ تردید فرمائی۔ ایک دفعہ تو ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کر کے، اور دوسری مرتبہ مارچ ۱۹۰۸ء میں جیسا کہ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ڈائری کے زیرِ عنوان بہ تفصیل لکھا ہے۔

اور تیسری مرتبہ جب اخبارِ عام میں یہ خبر شائع ہوئی کہ آپ نے جلسۂ دعوت میں اپنے دعوٰئ نبوت سے انکار کیا ہے تو حضور نے فوراً اس کی تردید فرمائی۔ ان چند حوالجات سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقف اپنے نبی ہونے کے متعلق ظاہر و باہر ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپؑ کو مطلقاً دعوٰئ نبوت نہیں تھا اور آپؑ دوسرے مجددینِ اُمّت اور محدثین کی طرح محض ایک مجدد اور محدّث تھے اس سے زیادہ اور کوئی منکرِ حقیقت نہیں ہو سکتا۔

یہی موقف آپؑ کے دونوں خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہما کا تھا:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا موقف

ایڈیٹر صاحب "بدر" حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے کلمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

"ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں، تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔"

فرمایا: "ہمیں اُن کے فتووں کی کیا پروا ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین

نے فتوٰی دیا ہے وہ دیکھے کہ اس کے بعد اُس کی عزّت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحبؑ کی عزّت نے کس قدر ترقی کی ہے۔"

(بدر ۱۳ر اپریل ۱۹۱۱ء صہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ کا موقف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرینِ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

۱۔ "دنیا کو کھول کر سُناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے، اُس کا نام مرزا غلام احمدؑ تھا۔ اُسے اِتّباعِ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی میں احمد کا درجہ دیا گیا، اس پر خدا کا کلام نازل ہُوا۔"

(بدر ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء صہ ۴)

۲۔ "تعجّب ہے کہ اِن لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں تو پھر کیونکر آپؑ کے فتوٰی کو ردّ کر سکتے ہیں (مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے)

(الحکم ۱۴ر مئی ۱۹۱۱ء)

فیصلہ کا آسان طریق

دلائل اور بحث کے میدان میں تو لفظی نزاع اور معنوی مُوشگافیوں کی بڑی گنجائش ہوتی ہے، لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق کے سامنے فیصلہ کا ایک ایسا طریق بھی پیش فرمایا تھا، جس سے انسان صحیح نتیجہ پر بڑی آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ حضور نے ۱۹۱۵ء میں مؤکد بعذاب قسم کھا کر فرمایا:۔

"میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے، وہ خدا جو زندہ، قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو اُس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اُسی قسم کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کے لیے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رُؤیا میں مجھے مُنہ در مُنہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے بُرے ہیں اور ہماری جماعت

کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں، مگر میں
قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے
ہیں "

(الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

لیکن مولوی محمد علی صاحب کبھی بھی اپنے عقائد پر اس یقین اور خلوص کے ساتھ مؤکد بعذاب قسم کھا نہیں سکے اور نہ ہی لاہوری جماعت کا کوئی اور ممبر۔

پھر حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۸ء میں فیصلہ کا ایک اور طریق یہ بیان فرمایا :-

" نبوت کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ
تمام تحریرات جو اختلاف سے پہلے کی ہیں ایک جگہ
جمع کر دی جائیں تو میں ان پر دستخط کر دوں گا اور
اعلان کر دوں گا کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے "

(الفضل ۹ر اکتوبر ۱۹۲۸ء)

حضور کی طرف سے یہ پیشکش مولوی محمد علی صاحب کے بدلے ہوئے عقائد پر ایک گہری طنز تھی جس کا جواب مولوی صاحب اپنی وفات تک نہ دے سکے۔

اور پھر ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق پر آخری دفعہ اتمامِ حجّت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کو ایک مرتبہ اور عقائد کے متعلق دعوتِ مُبَاھَلَہ دی اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے۔ (رسالہ فرقان قادیان۔ ماہ جون ۱۹۴۴ء)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا حلف اور دونوں طریقِ فیصلہ اس امر کا بیّن اور قطعی ثبوت ہیں کہ آپ کا موقف مسئلہ نبوّت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق اختلاف سے پہلے اور بعد میں ایک ہی رہا اور اُس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اور دراصل خود غیر مبایعین نے مسئلۂ نبوّتِ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اِختلاف کے بعد اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلّق ان کی اختلاف سے پہلے کی تحریروں سے ان کا مُوقف وُہی ثابت ہوتا ہے جو مبایعین کا ہے لیکن اختلاف کے بعد سرگروہِ غیر مبایعین مولوی محمد علی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام :۔

"اُن معنوں میں نبی اور رسول تھے جن معنوں میں اس اُمّت کے دوسرے مُجدّد بھی نبی اور رسُول کہلا سکتے ہیں۔"

(ٹریکٹ "میرے عقائد" صفحہ ۶)

اور فرماتے ہیں :۔

"اِس اُمت میں جس قسم کی نبوّت مل سکتی ہے وہ حضرت علی رضؓ کو ضرور ملی ہے۔"

("النبوّۃ فی الاسلام" صفحہ ۱۱۵)

اور اُن کا بعد از اختلاف یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح اور بیّن تحریرات کے صریح مُخالف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"غرض اس حِصّہ کثیر وحیٔ الٰہی اور اُمورِ غیبیہ میں

اِس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں
اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور ابدال
اور اَقطاب اُمّت میں سے گذر چکے ہیں ان کو
یہ حصّۂ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ
سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا
گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں
کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ اُمورِ غیبیہ اس میں شرط
ہے اور یہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اِسی طرح حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :۔
"اِس اُمّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور
ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔"
(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۲۸)

پھر عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں :۔
"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ
میں اُس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے
ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو اُن کی ان
سے نبوّت ثابت ہو سکتی ہے۔"
(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

نشان تو اتنے کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو اُن کی نبوّت بھی اُن

سے ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن غیر مبائعین کے نزدیک ان نشانوں سے حضور کی اپنی نبوّت بھی ثابت نہیں ہوئی اور وہ غیر نبی تھے ۔۔۔ !

اب اہلِ فکر و دانش فیصلہ کرسکتے ہیں

کہ اِختلاف کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تحریروں کے خلاف

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

آپ کے متّبعین نے

تبدیلیٔ عقیدہ

کی تھی یا غیر مبائعین حضرات اور

اُن کے سرگردہ مولوی محمد علی صاحب نے ؟